https://telegram.me/ilmokitab

سر تیج بہادر سپرو

ڈاکٹر سید اعجاز حسین

بیسویں صدی کے آغاز میں الہ آباد متحدہ ہندوستان کی زمین پر ایک آسمان بنا ہوا تھا۔ متعدد ممتاز ہستیاں مختلف صلاحیتوں کی وجہ سے درخشندہ ستاروں کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ پنڈت مدن موہن مالوی، پنڈت موتی لال نہرو، سی۔ وائی چنتامنی، اکبر کی شہرت سے تمام ہندوستان گونج رہا تھا۔ وکالت، سیاست، صحافت، ادب چاروں عناصر یہاں کے عوام و خواص کو اپنا گرویدہ بنائے تھے اور یہ نفقدر ہستیاں تیزی سے آگے بڑھ رہی تھیں۔ سارا ملک ان کی رہنمائی میں آگے بڑھ رہا تھا۔ پنڈت مدن موہن مالوی تمام تر سیاسی و سماجی ذہنیت کا مرقع سمجھے جاتے تھے، پنڈت موتی لال نہرو اوّل تو اپنی وکالت کی وجہ سے مشہور ہوئے اور پھر بعد میں سیاسی رہنما بن کر سامنے آئے، سی۔ وائی چنتامنی بحیثیت صحافی کے بے نظیر دل و دماغ کے مالک سمجھے گئے، اکبر اپنی مزاحیہ شاعری کا سہارا لے کر دلوں سے خراج تحسین وصول کرنے لگے۔ تیج بہادر سپرو نے میدانِ سیاست میں کم عدالت میں زیادہ نام پیدا کیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۱۹ء میں وہ وائسرائے کے یہاں مشیر قانون بنائے گئے اس وقت کے لحاظ سے یہ اقتدار ایک ہندوستانی کے لئے معراج سے کم نہ تھا مگر اس عہدہ پر وہ زیادہ دن تک نہ رہ سکے، مختلف وجوہ سے ڈیڑھ سال کے بعد اسے بھی ترک کر کے پھر الہ آباد ہائیکورٹ میں وکالت شروع کی۔

تیج بہادر سپرو اسی شہر کے باشندے تھے جہاں مولوی نذیر احمد پیدا ہوئے تھے، بجنور سے آکر ۱۸۹۵ء میں انہوں نے الہ آباد میں قیام کیا اور یہ سرزمین ایسی پسند آئی کہ مرتے مرتے اس کا چھوڑنا گوارا نہ ہوا یہاں تک ۱۹۴۹ء میں یہیں انتقال ہوا۔

کشمیری یوں بھی ترقی یافتہ تہذیب کے گرویدہ ہوتے ہیں لیکن تیج بہادر سپرو میں اس کا لگاؤ عشق کے درجہ تک تھا۔ وہ مسلمانوں کی طرز معاشرت، نشست و برخاست، زبان و تاریخ سے بیحد دلچسپی رکھتے تھے۔ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا سب کچھ اسلامی تہذیب کا مرقع تھا۔ چنانچہ ان کے یہاں ایک باورچی مسلمان ضرور رہتا اور وہ عموماً وہی چیزیں اپنے دسترخوان پر دیکھنا چاہتے تھے جو نوابوں یا مسلمان روساء کے یہاں ہوتی تھیں۔ غالباً اسی کا نتیجہ تھا کہ اردو زبان سے بے پایاں محبت کرتے تھے یہ شغف اتنا زیادہ تھا کہ وہ اردو کی کسی برائی کو سننا گوارا نہ کرتے تھے۔ وہ اتنی شستہ اور پاکیزہ اردو بولتے تھے کہ میں نے کم لوگوں کو اس زمانہ میں اتنی اچھی اردو بولتے سُنا ہے۔ شام کو روزمرہ ان کے یہاں دربار ہوتا تھا اس میں خاص خاص لوگ شریک ہوتے تھے اس جلسہ میں عموماً اردو الفاظ، محاورات، شعر و شاعری پر گفتگو ہوتی تھی ان کی رائے اور سوجھ بوجھ ہمیشہ قابل احترام ہوتی تھی۔

اردو کے مشہور شعراء جو بھی الٰہ آباد آتے وہ ایک وقت تیج بہادر کے مہمان ضرور ہوتے تھے اور وہ کلام سُن کر جو داد دیتے تھے اس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ نکاتِ شاعری سے کما حقہٗ واقف ہیں۔ پورے انہماک و نکتہ رسی سے شاعر و شعر کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ کبھی کسی شاعر پر اعتراض بھی کرتے تو نہایت حُسن و خوبی کے ساتھ، چونکہ خود ان کا اندازِ گفتگو نہایت دل کش تھا اس لئے سخت سے سخت اعتراض بھی لہجہ کے لحاظ سے ناگوار نہ ہوتا۔

اردو سے دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ جب مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو علاوہ اور اطباء کے ایک وید صاحب بنارس سے علاج کے لئے بلائے گئے۔ معالج نے سخت ہندی میں ان سے گفتگو شروع کی۔ سپرو کو یہ زبان سوہانِ روح معلوم ہوئی، نہایت بیباکی کے ساتھ کہہ دیا کہ نہ میں آپ کی زبان سمجھتا ہوں نہ آپ میری زبان سمجھ سکیں گے، آپ تشریف لے جائیے چنانچہ وید صاحب کو مجبوراً واپس جانا پڑا۔ ممکن تھا کہ ان کے علاج سے فائدہ ہوتا مگر زبان کی تلخی سے زیادہ ان کو کوئی مرض بھی تکلیف نہیں دے سکتا تھا۔ انھوں نے مرجانا گوارا کیا مگر محض زبان کی اجنبیت نہ گوارا کی۔ انھوں نے اردو سے اپنی محبت کا اظہار ایک انجمن کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہا تھا چنانچہ ایک ادارہ کی بنیاد 'انجمن روحِ ادب' کے نام سے قائم کی' اس کے واسطے روپیہ بھی فراہم کرنا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی مدت میں چالیس پچاس ہزار کی رقم جمع بھی کر لی تھی جو آج تک بنک میں اسی انجمن کے نام سے جمع ہے مگر حالات کچھ ایسے ناسازگار ہوئے کہ یہ انجمن وہ صورت نہ اختیار کر سکی جس کی ان کو تمنا تھی۔

ہندوستان میں کم ہی لوگ ان کی قانونی قابلیت کے ہم پلہ سمجھے جا سکتے ہیں چنانچہ انھوں نے جتنا روپیہ کمایا کم ہی وکلاء نے اتنا کمایا ہوگا مگر ان کا خرچ اتنا شاہانہ تھا کہ مرنے کے بعد کوئی قابلِ ذکر رقم نہ چھوڑ سکے۔ اس خرچ میں دوسروں سے سلوک کرنے کی بھی مد تھی اور یہ سلوک بغیر کسی مذہب و ملت کے اعتبار کے تھا۔ میرے ایک کرم فرما قاضی مسعود حسین صاحب ایڈووکیٹ جو اب بھی الٰہ آباد ہائیکورٹ کی نمایاں شخصیتوں میں ہیں وہ تیج بہادر سپرو کے نہایت خاص لوگوں میں سے ہیں ان کا کہنا ہے کہ مخیر تو اور لوگ بھی دیکھے سُنے گئے ہیں مگر تیج بہادر سپرو کی یہ خصوصیت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی کہ وہ سلوک کر کے اس لئے بے حد پریشان رہتے تھے کہ کسی پر یہ راز ظاہر نہ ہو جائے، یہ وہ شریفانہ جذبہ ہے جس کی قدر ہر شریف آدمی کرتا ہے۔

تیج بہادر سپرو کی شہرت قابلیت کے علاوہ دیانت داری کی وجہ سے بھی تھی۔ مثال کے لئے اس وقت کو یاد کرنا پڑتا ہے کہ جب وہ الٰہ آباد میں پہلے پہل وکالت کے لئے آئے تو ان کا کہنا تھا کہ سات سال تک مجھے ہائیکورٹ میں کوئی مقدمہ نہیں ملا اس لئے کہ دلالوں کو میں نے کبھی منہ نہیں لگایا۔ باوجود اس کے کہ میری مالی دشواریاں بڑھتی جاتی تھیں مگر میں نے کبھی ایمانداری اور وکالت کی سطح کو نیچے نہیں ہونے دیا۔ ان کی روزمرہ کی گفتگو اور عملی زندگی بھی ہر شخص کو یہ محسوس کر لینے پر مجبور کرتی تھی کہ وہ نہایت ایماندار اور با اصول آدمی ہیں۔

تیج بہادر سپرو نہایت حساس اور نازک مزاج آدمی تھے۔ عام طور سے مشہور تھا کہ ان کا مزاج شاہانہ ہے وہ ذرا سی بات پر خفا ہو جاتے ہیں تو عمر بھر ناراض رہتے ہیں اور ذرا سی بات پر خوش ہو جاتے تو ہر ممکن کوشش کے لئے ان کو آمادہ سمجھئے۔ باوجود احباب پرستی و دربار داری کے وہ اپنے مطالعہ میں کبھی فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ ہمیشہ کوٹھی کے برآمدے میں سوتے تھے، وہیں چار بجے صبح لیڈر اخبار آ جاتا تھا اور وہ پڑھنا شروع کر دیتے تھے پھر قانونی کتابوں اور کاغذات کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ہائیکورٹ کا وقت آ جاتا تھا۔ وہاں کی بحث و مباحثہ سے فراغت کے بعد گھر آ کر ناشتہ وغیرہ کر کے ادبی و علمی کتابوں سے دن بھر کی کوفت دور کرنے کی کوشش کرتے۔ لوگ آتے رہتے وہ ملتے رہتے باتیں کرتے رہتے اور موقع ملتا تو پھر کتاب زیر نظر کا مطالعہ شروع ہو جاتا اکثر ایسا ہوتا کہ روزمرہ آنے والوں کو بھی کتابیں اٹھا کر دے دیتے کہ پڑھئے دیکھئے کتنی اچھی کتابیں ہیں۔ اس طرح صحبت کو بغیر بے لطف کئے ہوئے خود بھی مطالعہ کرتے اور بات کرنے والوں کو بھی چپ کرا دیتے۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی تھی صحت خراب ہوتی جاتی تھی مگر باوجود علالت کے بھی مزاج کی شگفتگی کبھی نہ گئی۔ کبھی کبھی دوست احباب ان کو رائے دیتے کہ حضور آپ کچھ ورزش کیا کیجئے تاکہ صحت قائم رہے تو ہنس کر جواب دیتے کہ "اللہ نے مجھے ہر طرح کی عافیت دی ہے میں اپنے پر ایک قید ورزش کرنے کی کیوں بڑھا لوں۔ خواہ مخواہ کی یہ زحمت اختیار کروں کون سی عقلمندی ہے۔ رہا صحت قائم رہنے کا سوال سو وہ خود ہی قائم رہے گی۔ خداداد چیز ہے خدا خود اس کی

حفاظت کرے گا۔"

تیج بہادر سپرو علامہ اقبال کے خاص طور سے معتقد تھے، ان کی شاعری کے بڑے دلدادہ تھے جب کبھی لاہور جاتے تو اقبال سے ضرور ملتے۔ وہاں سے آ کر ان کی باتیں بڑی دلچسپی لے کر بیان کرتے۔ کہتے تھے کہ سچ پوچھو تو ہم اور اقبال ایک ہی خاندان کے لوگ ہیں۔ وہ اصلاً کشمیری اور میں بھی، اور حسنِ اتفاق سے نسل کے لحاظ سے اقبال بھی سپرو ہیں اس لئے سمجھنا یہ چاہئے کہ ہم اور وہ ایک ہی ہیں مذہب نے جدا کر دیا ہے مگر میرے نزدیک اس خون کے رشتہ کو کوئی مذہب دور نہیں کر سکتا۔

تیج بہادر عرصۂ دراز تک بیمار رہنے کے بعد جنوری ۱۹۴۹ء کو ۷۲ سال کی عمر میں الہ آباد کیا دنیا کو چھوڑ گئے۔ اولاد کے لحاظ سے بھی وہ خوش قسمت رہے دو لڑکیاں اور تین لڑکے ان کی اولاد کی فہرست مکمل کر دیتے ہیں۔ اولادِ ذکور بھی قابلِ قدر ہے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے پرکاش نرائن صاحب سپرو الہ آباد ہائیکورٹ کے جج تھے، دوسرے لڑکے آنند نرائن صاحب سپرو آئی۔ سی۔ ایس ہیں اور تیسرے گنگا نرائن صاحب سپرو الہ آباد یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں لیکن باوجود قابلیت و کامیابی کے تیج بہادر سپرو کا کوئی نظیر نہ ہو سکا۔ سچ ہے

کاندریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست